سالانہ قیمت ۳ روپے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے ایڈیٹر
ریٹو منزل وارث روڈ) لاہور
پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم۔اے ایمپرس روڈ۔ لاہور منیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر
بنام منیجر صاحب ہونا چاہیے
اور مضامین و اشتہارات وغیرہ
برائے اندراج بنام ایڈیٹر
ارسال فرماکر ممنون فرمائیں ؎

حقیقی نور وہ تھا جو دُنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۰	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۔ ۶۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء	نمبر ۴۰

غزل انگریزی قوافی

از قلم نصیر کرنالوی

آتشِ غم سے مرا جسم سٹیمر ہوگا
سینہ آہوں کے دھوئیں سے مرا بوائلر ہوگا

آپریشن کے سوا ہوگا نہ پھر اس کا علاج
یہی سوزش جو رہی دل مرا ٹیومر ہوگا

شوق جز حاصلِ تعلیم نہ رکھو ورنہ
چمچ اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں ڈسٹر ہوگا

نہ زر و مال پہ اِترا کہ بہ یک گردشِ چرخ
نہ فٹن ہوگی ترے پاس نہ موٹر ہوگا

بے ہنر زیب نہ دیگی تجھے جنٹلمینی
طوقِ لعنت کا گلے میں ترے کالر ہوگا

دسکی اعدا کو سرِ بزم وہ دینگے لیکن
ساغرِ خونِ تمنا مجھے اوفر ہوگا

اہلِ یورپ سے کبھو منہ نہ لگائیں مے کو
بادہ کش گاڈ کی کنگڈم میں نہ انٹر ہوگا

ہوش کر اے بتِ کافر مجھے لوفر نہ سمجھ
آمین ہیرو ہوں لوفر ترا فادر ہوگا

میں ہوا ایمپرر اقلیم محبت کا نصیر
میری کنگڈم میں جنوں چیف منسٹر ہوگا

گوجرانوالہ سبزمنڈی بازار میں ایک دوکان کے دو آدمی شربت فروش ناجائز شراب فروخت کرتے ہوئے پکڑے گئے اور سنا ہے کہ پولیس گوجرانوالہ نے دونوں کی حاضر ضمانت لیکر چالان کردیا ہے۔ اس طرز کی یہ چوتھی گرفتاری ہے۔

رُباعیاتِ فارسی

از قلم حشمت شملوی

زندگی بے عشقِ عیسےٰ خوب نیست
حاصلے از عمر جز مجبوب نیست
زیست بے عشقِ مسیح در مشربم
حشمتا از زندگی محسوب نیست

گویند ز حیوان ہمہ انساں بہتر
گوئیم بتو این است کہ یا آں بہتر
گر علم و ہنر نیست بانساں حشمت
در مذہبِ ما از وست حیواں بہتر

در ہجرِ تو امروز بجاں آمدہ ام
بیمار و ضعیف و ناتواں آمدہ ام
غافل ز تو من نیم بہ بیداری و خواب
در یادِ تو ظاہر و نہاں آمدہ ام

دل از رخِ یار شادمانی دارد
ہر لحظہ بخویش کامرانی دارد
او جانِ منست و من نخواہم کہ رود
بے جان کسے نہ زندگانی دارد

ہر کس کہ ز صلح سینہ صاف آمدہ است
کے بر سرِ کینہ و مصاف آمدہ است
گردید چو دوست دشمنت حرف مزن
تا تاثیرِ زمانہ اختلاف آمدہ است۔

ہندو مشنری سوسائٹی اور حقوق مستورات

ہم مضمون ہذا کو ناظرین زرافشاں کی ضیافت طبع کے لئے درج کرتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں کہ مہذب ہند میں اب تک اخلاق کے ایسے نمونے بھی موجود ہیں جس کی مثال اس مضمون میں آئی ہے ہمیں امید ہے کہ ہندو برادران فاضل مضمون نگار کے نکتہ خیال کو سمجھ کر ایسی آزادیوں کو محدود فرمائینگے ۔ ایڈیٹر

چند سال گذرے مغربی ہندوستان میں بعض ہنود نے ایک مشنری سوسائٹی کی بنیاد ڈالی اور اس کا نام ہندو مشنری سوسائٹی رکھا۔ اس کا خاص مدعا یہ تھا کہ ان اصحاب کو جنہوں نے ہندو مت کو ترک کر کے مسیحیت کو اختیار کیا تھا ترغیب دیکر واپس اہل ہنود میں شامل کریں۔ اس سوسائٹی کا ایک اخبار بھی ہے جس کا نام "ہندو مشنری" ہے جو وقتاً فوقتاً اپنے خریداروں کو اطلاع دیتا رہتا ہے کہ آج ہم نے فلاں کو ہندو بنالیا اور آج فلاں کو۔ ہمارے ہاتھ میں اس وقت اس کی ۱۹ جون کی اشاعت ہے۔ جس میں ذیل کی خبر درج ہے "ہم نے اپنی گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا تھا کہ مس ایم۔ رینڈ ا ہندو ہوگئی ہے چونکہ اب وہ ہندو ہے لہذا جو ذات چاہے وہ اختیار کر سکتی ہے۔ ۱۲ مئی سنہ ۱۹۲۳ء کو بروز اتوار اصل شادی ویدک قواعد کے مطابق جن کی ترمیم ہندو مشنری سوسائٹی نے کی ہے۔ مسٹر رتن سی۔ ڈی مورارجی کے ساتھ عمل میں آئی بحسب معمول تمام رسوم ادا کی گئیں اور دلہن کا نام مسز سلوچنا رکھا گیا"۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاتون نسل کی امریکن ہے۔

خیر ہمیں اس امریکن خاتون کی تبدیلی مذہب سے کوئی جھگڑا نہیں۔ وہ صاحب اختیار تھیں اگر انہوں نے یہی بہتر خیال کیا تو ہندو مذہب اُن کو مبارک ہو۔ لیکن ہمیں اس نام نہاد ہندو مشنری سوسائٹی سے چند ایک باتیں پوچھنی ہیں۔

اولاً۔ کیا اس کے پاس اس دعوے کے لئے کوئی ثبوت ہے کہ چونکہ اب یہ خاتون ہندو ہیں۔ لہذا جو ذات چاہے اختیار کر سکتی ہیں؟ کیا وہ برہمن ہو سکتی ہیں اور بالفرض ہو بھی جائیں تو کیا ان کے بچوں کے ساتھ دیگر برہمنوں کے بچے مساوات سے پیش آئینگے اور ان بچوں کے ساتھ ان برہمنوں کے بچوں کا شادی بیاہ ممکن اور جائز ہو جائیگا؟

دوم۔ اس خاتون کا بیاہ ہندو مشنری سوسائٹی نے مسٹر مورارجی کے ساتھ کیوں کیا؟ ان صاحب کی شادی پہلے ہو چکی ہے اور ان کی بیوی زندہ ہے اور خدا کے فضل سے تین بچے بھی موجود ہیں اخبار سوبودھ پترکا کے مطابق یہ شادی اس وقت عمل میں آئی جب آپ کی اہلیہ گھر میں نہیں تھیں۔ اخبار انڈین سوشل ریفارمر نے کیا خوب کہا ہے کہ "اس شادی نے ماں اور بچوں کا کلیتہً لحاظ نہیں کیا"۔

سوم۔ جب تمام ملک میں اس شادی خانہ بربادی کی دھوم مچگئی تو ہندو مشنری مسٹر مورارجی وکیل بنکر میدان میں نکلا۔ اپنی ایک تازہ اشاعت میں یوں خامہ فرسا ہے "ایک باقاعدہ شادی بے قاعدہ طور پر زندگی بسر کرنے سے بہتر ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ چونکہ ایک شخص کی بیوی اپنے خاوند کو چھوڑ چلی جاتی ہے۔ اس حالت میں خاوند کیا کرے۔ کیا وہ دوسری شادی کرنے کا مجاز نہیں رکھتا۔ جب بیوی عرصہ دراز تک بیمار رہے جیسا مسٹر مورارجی کی پہلی بیوی کا حال تھا تو خاوند کیا کرے۔ کیا وہ دوسری شادی نہ کرے۔ ایک شخص کی شادی عالم جوانی میں ایک ایسی عورت کے ساتھ ہوتی ہے جو جاہل ناخواندہ اور اپنے مذہب کی سخت پابند ہے اور خاوند خود زبردست مصلح ہے۔ جب وہ دیر تک آپس میں بخوشی نہیں رہ سکتے تو خاوند کیا کرے کیا وہ دوسری شادی نہ کرے۔ یہ بیہودہ قاعدہ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے کہ پہلی بیوی کے جیتے جی انسان دوسری شادی نہ کرے ہم نے مسٹر مورارجی کی دوسری شادی کے عمل میں آنے میں اس واسطے مدد دی تھی کہ باقاعدہ شادی بے قاعدہ زندگی بسر کرنے سے بہتر ہے۔ ہم نے ہندو مذہب کی خدمت بھی کرلی تھی۔ اس شادی سے ہم نے مسٹر مورارجی کو ہندو مت میں محفوظ رکھ لیا"!

ہم حیران ہیں کہ مسٹر مورارجی کا وکیل بیسویں صدی میں رہتا ہے یا زمانہ جہالت میں۔ یہ عبارت "ایک زبردست مصلح" کی قلم سے ہے یا ایک غیر مہذب آدمی کے خیالات کا اظہار ہے۔ کیا "ہندو مشنری" کے روحانی جذبات کی بلند پروازی کا یہ نمونہ ہے! کیا انہی طریقوں سے مسیحیوں کو ہندو مت میں شامل کیا جاتا ہے۔ کیا یہ "ہندو مت کی خدمت" ہے۔ یا شیطانی خواہشات کی خدمت ہے۔

پھر اس وکیل کی منطق کا کیا کہنا؟ ذرا ان کی دلائل کو دیکھیں۔ کیا قضایا اور نتیجہ میں کچھ ربط بھی ہے! آپ کا قضیہ یہ ہے کہ باقاعدہ شادی بے قاعدہ زندگی بسر کرنے سے بہتر ہے۔ اس میں تو کسی شخص کو کلام نہیں ہو سکتا۔ لیکن آپ اس قضیہ سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ پہلی بیوی کے جیتے جی خاوند دوسری شادی کر سکتا ہے۔ کوئی پوچھے کہ بھلے آدمی یہ نتیجہ کیسے نکلا۔ تم کو بطور ہندو مشنری ہونے کے لازم تھا کہ اس "زبردست مصلح" خاوند کو جس کی شادی "عالم جوانی میں" اس "ناخواندہ" عورت کے ساتھ ہوئی جو مدتوں بیمار رہی اور جس نے اس کو

نور افشان

مطبوعہ ۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء

ہمیں ایشیائی یسوع مسیح درکار ہے

یورپ کا یسوع مسیح اور یورپ کی مسیحیت صرف یورپ کے لئے ہے۔ یورپ کا یسوع مسیح اپنی شان وشوکت میں اپنے جاہ وجلال میں۔ اپنی طاقت و قدرت میں۔ اپنے رعب وداب میں حکام یورپ اور اقوام یورپ کا فرمانروا ہے۔ اس کے سر پر ایک تاج نہیں درجنوں تاج ہیں۔ اس کے اختیار وقدرت میں یورپ کی تمام مادی طاقت ہے۔ جب اسے اقوام یورپ کے تختوں پر متمکن پایا جاتا ہے تو ہم ایشیائی خصوصاً ہندوستانی محکوم بندے اسے ایسے جاہ وجلال کی حالت میں دیکھ کر ہرگز کہہ نہیں سکتے کہ یسوع مسیح ہمارا یسوع مسیح ہے۔ جیسا کہ کوئی یورپین ہندوستان کی جھونپڑیوں میں کبھی یسوع مسیح کو پا نہیں سکتا اور نہ اسے اپنا یسوع مسیح کہہ سکتا ہے۔ ویسے ہی ہم یورپ کے شہنشاہوں کے شہنشاہ یسوع مسیح کو یورپی شہنشاہوں کے لباس میں دیکھ کر نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہمارا یسوع مسیح ہے۔ کیونکہ ہم اس تک پہنچ نہیں سکتے اور نہ وہ ہم تک پہنچ سکتا ہے۔ وہ یورپ کی گوری اور خوبصورت اقوام کو چھوڑ کر ہم گندمی اور کالے لوگوں کو پسند نہیں کر سکتا۔

یسوع مسیح کی نظروں میں جو قدر و منزلت یورپین لوگوں کی ہے ہماری ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ یورپ کی اقوام نے یسوع مسیح کو واقعی وہ جلال دیا ہے جو شاید ایشیائی اقوام عموماً اور ہندوستانی اقوام خصوصاً ہزاروں برس کے بعد دینے کے قابل ہونگی پس ہم ہندوستانی اور ایشیائی لوگ ایشیائی یسوع مسیح کی تلاش کریں اس غریب یسوع مسیح کو ڈھونڈیں۔ جس کے سر رکھنے کے لئے زمین پر جگہ نہ تھی۔

ایسے ہی ہمیں یورپی مسیحیت کی ضرورت نہیں ہے یورپی مسیحیت یورپی یسوع مسیح کا لباس ہے جو اقوام یورپ نے اوڑھا ہے۔ بلاشک یورپی مسیحیت انکو زیب دیتی ہے وہ ان کی زندگیوں میں سجتی ہے۔ ہر یورپی مسیحی دوسرے یورپی کی نظروں میں مسیحی سمجھا جاتا ہے وہ باہم اس مسیحیت میں ایک ہو جاتے ہیں۔ گو یورپی لوگوں میں اقوام کا امتیاز ہے۔ مگر مسیحیت نے ان کو ایک بنا رکھا ہے ان کے قومی سٹیٹس ایک دوسرے کے مساوی ہیں وہ ایک دوسری قوم میں خلط ملط ہو جاتے ہیں۔ یورپی مسیحی ایک جگہ عبادت کر سکتے اور ایک جگہ دفنائے جا سکتے ہیں۔ وہ ایک خاندان کے ممبر ہو سکتے ہیں وہ باہم ملکر ایک ملک میں مساوی طور پر رہ سکتے ہیں۔ ان کی مسیحیت ان کی تہذیب وشائستگی نہایت شاندار ہے۔ اس میں یورپی مسیحیوں کے لئے خود انکاری اور جان نثاری کا جذبہ بکمال پایا جاتا ہے۔ ان کے کام اور سرگرمیاں حیرت انگیز ہیں۔ پس گو یورپی مسیحیت اہل یورپ کے لئے ایک الہی زینت معلوم ہوتی ہے۔ مگر ہم ایشیائی لوگوں کے لئے عموماً اور ہندوستانیوں کے لئے خصوصاً ایسی شے ہے جس تک ہم پہنچ ہی نہیں سکتے۔ جس کی ان نعمتوں کے حصہ دار ہی نہیں ہو سکتے۔ جو مسیحیت نے یورپ کے مسیحیوں کی میراث میں دی ہیں۔ اگر ہم یورپی مسیحیت کی نعمتوں میں سے مسیحی ہو کر حق جتلانے کی کوشش کریں تو ہمیں دھکے ملینگے۔ وہ نعمتیں ہماری ملک میں نہیں آسکتی ہیں ہم مسیحی ہو کر یورپ کی کسی مسیحی قوم کے فرزند نہیں بن سکتے ہیں اور وہ حقوق حاصل نہیں کر سکتے ہیں جو اس قوم کے افراد کو حاصل ہیں غرضیکہ گو یسوع مسیح اور اس کی مسیحیت ہمارے لئے سراسر برکت ہے۔ مگر ہم یورپی یسوع مسیح اور اس کی یورپی مسیحیت سے ہرگز وہ فایدہ نہیں اٹھا سکتے جو یورپی اقوام کے افراد اٹھا رہے ہیں۔

اگر یورپی یسوع مسیح اور اس کی مسیحیت کو اور بھی گہری نگاہ سے دیکھا جائے تو ایک فایدہ مند اور فیض رساں حقیقت یہی نظر آسکتی ہے کہ گو یورپی یسوع مسیح ایشیائی یسوع مسیح بنکر ہماری ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیوں میں نہیں رہ سکتا۔ گو وہ ہمارے دکھوں اور دردوں کو ایسا محسوس نہیں کر سکتا جیسا کہ وہ اپنی زمینی زندگی کے ایام میں کیا کرتا تھا۔ مگر وہ یورپی یسوع مسیح یورپ کے بادشاہوں اور شہنشاہوں کا شہنشاہ ہو کر دنیا کو ایسا امن وسلامتی دے سکتا ہے جو کسی کے کبھی خواب میں نہ آئی تھی وہ غریب و غربا کی محتاج وگدا کی جان ومال کی ایسی ہی حفاظت کر سکتا ہے جیسی کہ امیر و بادشاہ کی۔ وہ بلاشک اقوام یورپ کے وسیلے سے تمام دنیا پر حکمرانی کرتا ہے اور تمام دنیا کو عدل و انصاف سے معمور کر رہا ہے۔ اس کی اس شان وبزرگی کو دیکھکر ہر ایک مسیحی اس کی وفادار رعیت بننے پر قانع تو ہے۔ مگر تو بھی یسوع مسیح کا یورپی جلال دیکھ کر ہر ایک مسیحی کا دل چاہتا رہتا ہے کہ اسے براعظم ایشیا میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً اختیار واقتدار کا تاج

پہنایا جائے۔

اس خیال کو مدِنظر رکھ کر اگر ہم یسوع ناصری مسیح کے ساتھ ہند میں زندگی بسر کرنی شروع کریں۔ اگر ہم اس کی سادہ مسیحیت کو ہند میں پہنکر کام کرنا شروع کریں۔ اگر ہم سوٹ۔ بوٹ۔ جھوٹ کو بالکلیہ تیاگ دیں۔ اگر ہم ہندو مسلمانوں اور دوسرے لوگوں میں مسیحیت کو پہنکر جئیں۔ اگر ہم اپنی اپنی زندگی اور عمل میں مسیحیت کو ظاہر کرنے لگ جائیں تو ہم ہندوستان سے ہرگز امید نہیں رکھتے کہ وہ یسوع مسیح کے سر پر عزت و اقتدار کا تاج نہ رکھیگا۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم یسوع مسیح کو ہندوستانی بنائیں تو وہ ضرور بن جائیگا۔ اُسے ہندوستانی زندگی چاہیے۔

پس گو یورپی مسیحیت تہذیب و شائستگی سمیت انتہا درجہ تک قابلِ رشک ہے۔ نہایت پُرشان اور حد درجہ تک بارعب و با اقتدار ہے تو بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بے فیض ہو رہے ہیں

پنجاب نیشنل مشنری سوسائٹی

ہم اس نمبر میں پادری پریم چند اور پادری جیمس ولیمز صاحب کی تحریرات بیت اللحم کے کام کے متعلق درج کرتے ہیں۔ امید ہے کہ دونوں تحریریں سمائی سمجھی جائینگی۔ ایڈیٹر۔

رسالہ "مسیحی" بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۲ء کے پہلے صفحہ پر جو نوٹ ہے۔ اس کے پڑھنے سے افسوس ہوا۔ اس نوٹ کے قلم بند کرنے والے کو چاہیے تھا کہ ان بیان فرمودہ سات الزامات کے بارے میں خود پورے طور سے تشخیص کرتے۔ یعنی این ایم۔ ایس پنجاب کے کارکنوں سے ہر ایک بات کے بارے میں دریافت کرتے تاکہ غلط فہمی دور ہو جاتی اور اُن پر ثابت ہو جاتا کہ یہ الزامات غلط ہیں اور اگر اس دیسی مشن کے انتظام میں کوئی غلطی بھی ثابت ہوتی تو بجائے اخبار میں نوٹ دینے کے خود تکلیف اُٹھا کر اور کچھ وقت خرچ کر کے مدد کرتے آجکل کے زمانہ میں نکتہ چینی کی طبیعت ترقی پر ہے کام کا کھنڈن کرنا آسان ہے۔ لیکن کام کا بنانا مشکل ہے۔ کیونکہ اس میں بہت خود انکاری کی ضرورت ہے۔ ایک پنڈت نے سنسکرت میں ایک شلوک پڑھا اور اُس کا مطلب یُوں سمجھایا کہ راج ہنس جو کہ ایک خوبصورت جانور ہے۔ دودھ کو پانی سے الگ کر کے دودھ پی جاتا ہے اور پانی کو چھوڑ دیتا ہے اور مکھی جو کہ ایک گندہ جانور ہے۔ ہمیشہ زخم پر بیٹھتی ہے۔ اس مثال سے مطلب یہ ہے کہ راج ہنس کی مانند ہو نہ کہ گندی مکھی کی مانند۔ کوئی مشنری سوسائٹی بے نقص نہیں ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے بالکل ترقی نہیں کی ہے اس کا آغاز بہت دیندار مسیحیوں کی بڑی دعا کے بعد ہوا تھا۔ اور وہ دن اور وہ گھڑی مبارک تھی جبکہ یہ کام شروع ہوا۔ اس دیسی مشن نے بہت ہی ترقی کی ہے۔ ہندوستان کی بعض بعض کلیسیاؤں نے بعض بعض مشن کے فیلڈ پورے طور سے سنبھالے ہیں۔ مال و جان سے مدد کرتے اور کام کو چلاتے ہیں۔ ڈاکٹر چٹین اور یسوع داس جیسے سادھو بڑی افضل خدمت کر رہے ہیں اس کے علاوہ ہندوستانی مسیحیوں میں مشنری طبیعت یعنی خود کچھ کرنے کی خواہش پیدا ہو گئی ہے۔ جو کہ پہلے مُردہ تھی۔ سریانی مسیحی جاگ اُٹھے اور اب بڑے زور سے اس مشن کے کاروائی فیلڈ میں کام کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مشن کی رپورٹوں کے پڑھنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ مشن بہت ترقی کر رہی ہے۔ پردیسی مشنری اس کام کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ولایت کے ایک پادری نے ایک دفعہ تحریر کیا کہ اس مشن کی ترقی کا میدان بہت وسیع ہے مسیحی گاؤں بیت اللحم کے بارے میں مشن کے انگریزی اخبار میں کبھی کچھ ذکر آیا۔ بشپ صاحب نے جو کچھ کہ بیت اللحم میں جا کر دیکھا اُس کو اُنہوں نے قلمبند کیا۔ ان حالات کے پڑھنے سے تو ترقی معلوم ہوتی ہے۔ جو کچھ کہ پنجاب میں دیسی مسیحیوں کی حالت ہے اُس کے مطابق اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس دیسی مشن نے بہت ترقی کی ہے۔ لیکن نکتہ چین کو کون خاموش کر سکتا ہے۔ ایک گاؤں میں نٹوں کا تماشہ ہو رہا تھا۔ نٹ بڑی ہمت اور کوشش سے چارپائیاں کھڑی کر کے پھاند رہے تھے۔ لیکن اُس بڈھے نٹ کو جو ڈھول پیٹ رہا تھا۔ ہرگز تسلی نہیں ہوتی تھی۔ بیچارے نٹ اور اونچا کودتے تھے اور مشکل سے مشکل کام کرتے تھے لیکن پھر وہ بڈھا نٹ سر ہلا دیتا تھا اور کہتا تھا کہ کچھ بھی نہیں۔ شاید نظر بد کو دور کرنے کے واسطے ایسا کرتا ہو۔ لیکن لوگ بہت ہنستے تھے۔

بجائے بڑبڑانے کے اور الزام لگانے کے ہم کو خداوند کا بہت ہی شکر گذار ہونا چاہیے۔ اُس نے وہ وہ برکتیں ہم کو دی ہیں۔ جن کے ہم بالکل لائق نہیں تھے۔ بجائے اس دیسی مشن کے کارکنوں کے دلوں کے توڑنے کے ہم کو ان کی ہمت افزائی کرنی چاہیے۔ بجائے شور مچانے کے ہم کو دعا میں مشغول رہنا چاہیے۔ تاکہ ہمارا قادرِ مطلق باپ ہر ایک مشکل کو حل کر دے ہم کو انسان کی نسبت خدا پر زیادہ بھروسہ

کرنا چاہیئے۔ اس ہی میں حقیقی کامیابی کا بھید ہے اگر دیسی مشن نے پردیسی طریقۂ عمل اختیار کیا ہوا ہے جو کہ شاید کسی کی نظر میں نقصان دہ ہے تو بجائے گولہ باری کر کے کام کا کھنڈن کرنے کے کچھ کام کو بنانے اور سنوارنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ایسی تجویزیں پیش کرنی چاہیئے جس سے فایدہ ہو اور ایسی تجویز کرنی چاہیئے جو قابلِ عمل ہو۔ بلکہ خود اُن پر عمل کر کے اپنی بات کی ضرورت اور اصلیت کو ثابت کر دکھانا چاہیئے صرف قلم چلانی تو آسان بات ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سوسائٹی میں بڑے خدا رسیدہ آدمیوں کو کام کرنا چاہیئے۔ پس ایسے نیک آدمی گوشے میں پنہاں ہیں۔ کیوں نہیں پردہ اُٹھا کر میدان میں نکلتے؟ اُن کو کون روکتا ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ فقیری طریقہ عمدہ ہے۔ بے شک بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن کہاں ہیں وہ فقیر؟ ان کو فقیری کرنے سے کون روکتا ہے۔ اس دیسی مشن میں اگر فقیر آویں تو اُن کو کون منع کرتا ہے؟ خدا کے فضل سے پنجاب میں بہت مسیحی ہیں اور بعض ایسے ہیں جو پنشن لیکر فارغ ہیں۔ ایسے صاحبان اگر اس دیسی مشن کی مدد کریں اور اپنا وقت خرچ کر کے میدان میں جاکر خدمت کریں تو بہت ترقی ہو سکتی ہے۔ دوسرے صاحبان اپنی چھٹیوں میں بیت اللحم جاویں۔ گاؤں کے غریب مسیحیوں میں دورہ کریں اُن کو وعظ نصیحت کریں اور بجائے دو دن کے واسطے تفتیش کرنے والی کمیٹی کو بیت اللحم روانہ کرنے کے خود کام کریں اور ہر ایک حالت اور ضرورت سے خود واقف ہوں اور کارندوں کی عیب جوئی کرنے کے بجائے خود مددگار اور اصلاحکار بنیں۔ تفتیش کرنا اور مجرم بنانا تو پلیس کا کام ہے اور عیبوں پر پردہ ڈالنا اور معاف کرنا اور محبت سے مدد اور ہمت افزائی کرنا مسیحی خدمت کرنے والوں کا کام ہے۔ مسیحی خدمت میں ڈنڈا کام نہیں آتا۔ یا چاندی کی میخ ٹھوکنے سے کام نہیں نکلتا۔ بلکہ یہاں محبت کی تیز تلوار کام آتی ہے اور برداشت کرنے سے فتحیابی حاصل ہوتی ہے۔ ایک زمانہ میں بزرگ پادری گریس فولڈ صاحب مشن کالج لاہور میں مسیحی طالب علموں کو بائبل کے گھنٹے میں تعلیم دیا کرتے تھے۔ روحانی خوراک بڑی محنت سے تیار کیا کرتے تھے۔ بعض لڑکے جب اُن کے سوالوں کا جواب ذرا سا بھی دیتے تھے تو وہ مسکرا کر اور شاباش شاباش کہہ کر ایسے لڑکوں کی ہمت افزائی کیا کرتے تھے بجائے ناراض ہو کر سزا دینے کے وہ محبت کی نظر سے دیکھتے تھے تاکہ لڑکے کے دل میں دنیاوی خوف پیدا نہ ہو بلکہ حقیقی شوق پیدا ہو تاکہ جو کچھ یاد کرے اس کا اثر اُس کے دل پر ہو وہ لڑکوں کے دل کو توڑتے نہیں تھے۔ تاکہ بائبل کلاس کا خوف نہ طاری ہو جاوے۔ بلکہ محبت کے سلوک سے ہمت کو بڑھاتے تھے تاکہ لڑکے اس جماعت میں اپنے دلی شوق سے آویں۔ یہی مسیحی طریقہ ہے اور اس ہی طریق پر عمل کر کے ہم مسیحی کارندگی یا اس مشن کی حقیقی اور مسیحی مدد کر سکتے ہیں۔

الراقم:- نکرمند

رباعی

یک دعوتِ ما وشمہ بیا یانے چند
یک دستِ جنوں وہم گریبانے چند
گنجایشِ درد و غم دگر در دل نیست
یک خانۂ تنگ وگشت مہمانے چند

حشمت شملوی۔

پنجاب میں نیشنل مشنری سوسائٹی

الزام لگانا آسان ہے۔ لیکن ہر طرح سے معزز بزرگ پادری واعظ صاحب نے اور مسیحی کے اڈیٹر صاحب نے چند باتیں لکھدیں جس کا کام پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جو صاحبان حقیقت سے واقف ہونا چاہتے ہیں اُن کے سامنے جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے سچائی ظاہر کر دوں۔

اول۔ سوسائٹی کے کارندے اپنے ہیڈ اسٹیشن سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ میں نے چند ماہ کی رخصت لی تھی رخصت منظور بھی ہو گئی تھی۔ اس لئے میں کوسوں کا ریل پر سفر کر کے چلا گیا۔ اس میں نہ میرا نہ سوسائٹی کے کسی کارکن کا قصور ہے۔ ایام رخصت میں مجھے ایسا کام پڑ گیا کہ زیادہ رخصت کی درخواست دیدی۔ اور کمیٹی نے پادری واعظ صاحب کو مقرر کیا کہ میری غیر حاضری میں کام میں مدد دیں۔ ادھر میری درخواست رخصت بڑھانے کی نا منظور ہوئی اور اُدھر پادری واعظ صاحب صرف دو دفعہ کے دورے میں استعفا دے بیٹھے۔ اس لئے میں نے واپس آنے کی تیاری کی اور چند ہفتے کے اندر ہی اپنے ہیڈ اسٹیشن بیت اللحم میں پہنچ گیا۔ اگر میرا قصور ہے تو اتنا کہ رخصت کیوں لی۔ کیا دنیا میں کبھی کسی شخص کو ایسا ضروری کام نہیں پڑتا جس کے لئے اُس کو رخصت لینی پڑتی ہے اور خود جاکر اپنا کام بھگتنا پڑتا ہے۔

۲۔ "نہ یہاں مناد ہے۔ نہ مشنری ہے نہ پادری نہ پاسٹر۔"

صرف چند ماہ کے لئے انتظام کرنا مشکل تھا۔

لیکن پھر بھی چار اشخاص کے سپرد یہ کام ہوا۔ پہلا منا ڈبھائی بھولامل ہیں جو گاؤں کی طرف سے بشارت کا کام کرتے ہیں۔ اور بیت اللحم میں رہتے ہیں۔ دوئم پادری پریم چند صاحب مشنری ہیں جو کہ دس برس سے اس کام کو نہایت جانفشانی اور تن دہی سے سنبھالے ہوئے ہیں۔ سوئم۔ پادری واعظ صاحب جن کو پنجاب کمیٹی کی طرف سے درخواست ہوئی کہ میری غیر حاضری میں چھ ماہ کے لئے مدد کریں۔ چہارم لائسنسدار ڈوایوسیسن ریڈر مسٹر پریم داس جنکو کلیسیا کی طرف سے باقاعدہ اختیار ملا ہے۔ کہ پاسٹر کے کام میں مدد کریں۔ یہ خود گاؤں میں موجود تھے۔

۳۔ زمیندار کہتے ہیں کہ ہم بیل ان بنگلوں میں باندھا کرینگے۔ میں نے بیت اللحم کے مسیحیوں سے دریافت کیا وہ کہتے ہیں ہم نے یہ الفاظ استعمال نہیں کئے۔ چونکہ پادری صاحب نے ایک شخص سے یہ ذکر کیا کہ یہاں فقیر رہا کرینگے جو کہ مشن کے مکان استعمال نہ کرینگے۔ چونکہ وہ شخص اپنے پادری اور مشنری صاحبان سے محبت رکھتا تھا۔ اُس نے کہا "کہ پھر مشن نے یہ مکان کیوں بنوائے ہیں۔ کیا ہمارے بیل باندھنے کو؟" بیت اللحم میں میری رہائش ہے لیکن جب میں رخصت پر غیر حاضر تھا تب ہمارے بزرگ واعظ صاحب نے یہ لکھدیا کہ یہاں کوئی پادری نہیں ہے۔

۴۔ لڑکوں کے اسکول کی رپورٹ گورنمنٹ انسپکٹر مدارس نے عمدہ لکھی ہے اور باقاعدہ سرکاری امداد مل رہی ہے۔ لاگ بک میں جو تعریف کے کلمات انسپکٹر صاحب نے لکھے تھے اُن کی نقل جنرل سکریٹری صاحب کو بھیجی جا چکی ہے۔

۵۔ بقول واعظ "لڑکوں کے اسکولوں کی کوئی جگہ نہیں اور لڑکیوں کے لئے جگہ تنگ ہے"۔ لڑکوں کا اسکول ایک وسیع سوادار مکان کے تلے لگتا ہے جس کو کہ گاؤں کے مسیحیوں نے نہایت محنت اور فراخدلی سے خرچ کرکے بنوایا ہے۔ یہ مکان عبادت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ امید ہے کہ اگر ہمارے بزرگ واعظ صاحب اسی طرح اخباری مدد کرتے رہے تو اور چند سال کے عرصہ میں اسکول کی عمارت بھی علیحدہ تیار ہو جاویگی۔ چونکہ لڑکیوں کے اسکول میں جتنی گنجائش ہے اُس سے زیادہ لڑکیاں بھرتی ہو گئی ہیں (جو کہ قابل تعریف ہے) اس لئے "جگہ تنگ ہے"۔ چونکہ خود گاؤں کی کمیٹی اسکولوں کی والی وارث ہے اس لئے اتنی ترقی ہے۔

۶۔ "منٹگمری میں مکان کا کرایہ ناحق سوسائٹی کے سر پر ہے"۔

جب واعظ صاحب خود فرماتے ہیں کہ بیت اللحم کے مکان کے نامکمل ہونے کے باعث اُن کو بہت تکلیف ہوئی تو پھر وہ کس طرح توقع کر سکتے ہیں کہ بیت اللحم کا مشنری جو اُن کی طرح گوشت و خون رکھتا ہے مکان کی نامکمل حالت میں وہاں بس جائے۔ تاہم منٹگمری کے مکان کا بار سوسائٹی پر نہ تھا۔

۷۔ "مشن کا گھوڑا ٹمٹم جب سے خریدا ہے کبھی کام میں نہیں آیا"۔

بزرگ بشپ صاحب اسی پر آئے گئے۔ دیگر صاحبان برابر اسی کو استعمال کرتے رہے۔ لیکن اس وقت کچی سڑکوں کی خرابی کے باعث ٹمٹم شکستہ ہے . . . . . . اور گھوڑی برابر استعمال ہوتی ہے۔ تاہم مشن پر اُس کے خرچ کا کبھی بھی بار نہ تھا۔ نہ ہی زر کا خرچ مشن پر ہے۔

چونکہ گاؤں میں چند آدمی سخت بیمار ہو گئے قریب المرگ ہو گئے۔ اس لئے تمام ادویات نہیں بلکہ معدودے چند توبلیں ایک انگریز کو استعمال کے لئے دی گئیں۔ اُس شخص نے ایسا اچھا علاج کیا کہ دس پندرہ میل سے مریض چارپائیوں پر لائے گئے۔ خود گاؤں کے لوگوں نے چندہ دیکر مدد کی۔ لیکن چونکہ تھوڑی ادویات مشن کے ذخیرہ سے بھی لی گئی تھیں۔ اس لئے جنرل سکریٹری صاحب کو اس موقعہ کی فوراً اطلاع دی گئی تھی کہ زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔ اس لئے مشن کے مال سے تھوڑی سی ادویات استعمال کی گئی ہیں۔ باقی سب سامان اور ادویات باحفاظت موجود ہیں۔

آخر میں ہماری التماس ہے کہ اگر سچ مچ آزاد رائے اشخاص تشریف لایا کریں تو ہماری بڑی مدد ہوگی اور کام میں ترقی ہوگی۔ لیکن جہاں آپس میں مخالفت کی بو ہو وہاں نہ صرف تمام پنجاب کے معاونوں میں بلکہ خود سوسائٹی کے علاقے کے مسیحیوں میں بہت بھاری روحانی نقصان ہوگا اور آزاد رائے اشخاص بھی غلط فہمی میں پڑ جاوینگے۔ خداوند ہم سب پر رحم کرے کہ ہم محبت و سچائی دونوں سے کام لیں اور کسی قسم کی . . . . . غلطی میں نہ مبتلا ہو جاویں۔

فقط۔ آپ کا خادم جیمس ولیمز۔ بیت اللحم۔

رباعی

نے شاہی و نے ظلِ ہما مے خواہم
نے ملکِ ختن و نے خطا مے خواہم
بر پائے تو جان خود فشانم پادشاہ
اے دولتِ جاوید ترا مے خواہم

حشمت شملوی

کعبہ

اہل اسلام مکہ کی بڑی مسجد کو کعبہ کہتے ہیں کعبہ عربی لفظ ہے۔ جس کے معنے مرتفع یعنے بلند کے ہیں۔ یہ مسجد بلند زمین پر واقعہ ہے۔ اس لئے اسکو کعبہ نام دیا گیا۔ یا بلحاظ مراتب کے۔ روئے زمین کے مسلمان جب نماز پڑھتے ہیں تو منہ اس مسجد کی طرف کرتے ہیں۔ محمدیوں کا گمان ہے کہ اس مسجد کی بنیاد حضرت ابراہیم نے ڈالی تھی۔ حضرت ابراہیم کبھی مکہ میں نہیں گئے۔ البتہ مصر میں گئے۔ لیکن پھر واپس آگئے۔ اور کنعان ہی میں بود و باش کر کے عالم جاودانی کو سدھارے۔ ممکن ہے کہ حضرت اسمٰعیل نے بنیاد ڈالی ہو۔ یہ اصلی کعبہ نہیں۔ اصلی کعبہ یہودیوں کی ہیکل تھی۔ جس کو پہلے سلیمان نے بنوایا تھا۔ یہ ہیکل کئی دفعہ برباد ہوئی اور کئی دفعہ آباد ہوئی۔ یہودی لوگ بھی اپنی ہیکل کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ ۱ سلاطین ۸: ۴۴ و ۴۸ ڈانیل ۶: ۱۰ زبور ۵: ۷ یوناہ ۲: ۴۔ شروع اسلام میں محمدی بھی اسی ہیکل کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ لیکن جلد ہی کسی مقصد سے یروسلم کی ہیکل سے روگردانی کی اور اُس کے بجائے مکہ کی مسجد کو کعبہ بنایا۔ مسلمان مکہ کی مسجد کو قبلہ بھی کہتے ہیں۔ اہل اسلام اپنے کعبہ و قبلہ کی بڑی عزت و ادب و تکریم کرتے ہیں۔ لہٰذا کوئی مسلمان اُس طرف منہ کر کے پیشاب وغیرہ نہیں کرتا۔ چاہیے بھی اسی طرح کیونکہ اُس طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہودیوں کی ہیکل یروسلم میں موریہ پہاڑ پر تھی اور سامریوں کی گرزیم پہاڑ پر۔ اور مسلمانوں کی مکہ میں تو عیسائیوں کی ہیکل کہاں تھی اور خداوند مسیح کس طرف منہ کر کے دعا کرتا تھا۔ ہماری ہیکل آسمان ہے اور اسی طرف خداوند مسیح اپنا منہ اور آنکھیں اُٹھا کر دعا کیا کرتا تھا۔ یوحنا ۱۷: ۱ و ۱۱: ۴۱ اور مسیح نے جو دعا شاگردوں کو سکھائی اس کا شروع یہ ہے۔ پس تم اس طرح دعا مانگا کرو کہ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے متی ۶: ۶ اس کا مقصد یہ ہے کہ اب سے تمہارا قبلہ و کعبہ آسمان ہے اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھا کر دعا کیا کرو۔

میرے عزیزو سب سے پہلی ہیکل آسمان ہی ہے یہ اس وقت سے ہے جبکہ یہ آسمان و زمین بھی نہ تھے اور یہ موسوی شریعت اور سلیمان کی ہیکل بننے سے پہلے مانی جاتی تھی۔ ۱ سلاطین ۸: ۲۲-۸: ۳۰ و ۳۲ و ۳۴ و ۳۶ و ۳۹ و ۴۳ و ۴۵ و ۴۹ آسمان کی ہیکل انسان کی بے گناہی کی حالت میں مانی جاتی تھی۔ آدم۔ حنوک۔ نوح۔ ابراہیم۔ اضحاق۔ یعقوب۔ یوسف۔ موسے ہارون وغیرہ تمام انبیا کی یہی ہیکل تھی۔ جب تک سلیمان کی ہیکل تیار نہ ہوئی یہی اُن کا خانہ کعبہ تھا۔ اس آسمانی ہیکل میں خدا کے فرشتگان رات دن خدا کی تمجید پڑھتے ہیں خداوند اس ہیکل میں ہے۔ اس کو چھوڑ کر وہ ہم گنہگاروں کی خاطر دنیا میں آیا اور پھر جینے رہ کر آسمان پر چلا گیا ہے اور اب اس ہیکل میں سکونت کرتا ہے۔ آسمان سب کے اوپر ہے اس کے نیچے دنیا کی کل اقوام رہتی ہیں۔ یہودی۔ عیسائی۔ مسلمان۔ ہندو۔ سکھ۔ پارسی وغیرہ یہودیوں کی ہیکل ایک خاص قوم سے علاقہ رکھتی تھی۔ سامریوں کی ہیکل سامریوں سے اور محمدیوں کا مکہ محمدیوں سے۔ لیکن یہ ہیکل جس میں خداوند ہے سب کے اوپر ہے۔ زیادہ عظمت کے لائق ہے۔ چاہیے کہ ہم سب بلا تمیز مذہب و فرقہ۔ قوم و ذات۔ جب عبادت کریں تو آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھا کر عبادت کریں۔ اہل اسلام چاہتے ہیں کہ سب لوگ اُن کے کعبہ کی عزت کریں جو مکہ میں ہے۔

جس طرح وہ اُدھر منہ کر کے پیشاب وغیرہ نہیں کرتے اور نہ چارپائی کی پائنتی مکہ کی طرف کر کے سوتے ہیں چاہتے ہیں کہ سب لوگ اسی طرح محمدیوں کی طرح محمدیوں کے موافق اس کی عزت کریں۔ اور جو نہیں کرتا اس کے لئے وہ کڑھتے ہیں۔ ہم جو آسمان کو کعبہ مانتے ہیں ہمیں اسبات کی فکر کرنا چاہیے کہ لوگ آسمانی ہیکل کی عزت کریں۔ ہم اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی مخلوق نہیں جو مسیحی خانہ خدا کی بے عزتی کرسکتا ہے۔ مگر بے عزتی نہ کرنا مسیحی خانہ خدا کی عزت کرنا نہیں ہے۔ تو بھی یہی خدا اپنی سکونت گاہ کی عزت کا خود محافظ ہے۔ اس کی کوئی بے عزتی تو کر کے دیکھے۔ چاند پر تھوکا اپنے منہ پر آتا ہے۔

اے میرے بھائیو۔ زمینی ہیکلوں۔ معبدوں کی دنیا کے زور آور بے عزتی کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم اس کو مانتے ہیں جو ہر قسم کی بے عزتی اور بے قدری سے محفوظ ہے۔ کاشکہ دنیا کی قومیں خداوند مسیح کو جو جناب عالی کے دہنے جا بیٹھا ہے مانیں اور جس کی سکونت سے آسمان خانہ کعبہ بن گیا ہے۔ پس اب تم عالم بالا کی چیزوں کی تلاش میں رہو جہاں مسیح موجود ہے۔ اور خدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے عالم بالا کی چیزوں کے خیال میں رہو نہ زمین پر کی چیزوں کے۔ کلسیوں ۳: ۱-۲۔

خادم:۔ محمد حسین از لاہور

نورافشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجیے۔

مارِ آستین

پہلا سین

مکان منصور رئیس اعظم

منصور - ذاتِ سبحانی - بے ہمتا ولاثانی -
چشمِ خورشید میں تیرا ہی نور ہے - حسنِ ماہتاب
میں تیرا ہی ظہور ہے - گر تو دیدۂ بشری سے نہاں
ہے - لیکن تیرا جلوہ دو عالم میں عیاں ہے ؎
اے کہ تیری ذات سے قائم ہوئے کون ومکاں
تیری قدرت سے ہے دائم گردشِ دورِ زماں
تو نے ہی برپا کئے ہیں یہ زمین و آسماں
دونوں عالم میں ترا ہی نام ہے وردِ زباں
خالقِ ارض وفلک شمس وقمر تو ہی تو ہے
رازق مور وطیور جن وبشر تو ہی تو ہے ۔

(داخل ہونا غفور ملازم کا)

غفور - حضور پرنور - نونہال خاندان صاحبزادہ
محمود تشریف لائے ہیں -

منصور - چشم ما روشن دل ما شاد - ان کو عزت
سے لے آؤ -

(محمود آتا ہے)

محمود - السلام اے سایۂ نورِ خدا
السلام اے سرِ زانہٗ کبریا -

منصور - آئی بخت تو سپید ار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا

محمود - دادا جان آپ نے اپنے بے کس محمود
کو بالکل فراموش کر دیا -

منصور - تم میری آنکھوں کے نور ہو - میرے دل
کے سرور ہو - مجھکو ہر لحظہ تمہاری بہبودی کا خیال
ہے - میں تم کو فراموش کر دوں یہ امرِ محال ہے
کہو تمہارے ابا جان کا کیا حال ہے -

محمود ؎ مت پوچھئے جناب کہ کیا اُن کا حال ہے
حال اُن کا دیکھ کر مجھے رنج وملال ہے

منصور - لیکن تمہارا باپ کن خرابیوں میں مبتلا
ہے - بتاؤ میرے فرزند پر کن بلاؤں نے قبضہ کیا
ہے ؎
کس لئے آج لبوں پر ترے خاموشی ہے
کیوں تجھے صاف بتا دینے میں روپوشی ہے

محمود - صحبتِ بد میں انہیں خواہشِ مے نوشی ہے
عیش وعشرت کا سبب دین فراموشی ہے

منصور - کیا تو نے اُسکو نصیحت نہیں کی -

محمود - نصیحت کیسی وہ تو میری صورت سے بیزار
ہیں - میری بات سننے کے کب روادار ہیں ؎
میں جو جاتا ہوں کبھی راہ پہ اُنہیں لانے کو
مارنے دوڑتے ہیں وہ مجھے دھمکانے کو
سیدھے ہو لیتے ہیں گھر چھوڑ کے میخانے کو
اور کہتے ہیں وہ ہر دم مرے جلانے کو
ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو

منصور - کیا تمہاری سوتیلی ماں اُس کو نہیں
سمجھاتی - نیکی کا راستہ نہیں بتاتی -

محمود - اس معاملہ میں میری زبان نہ کھلوائیے
مجھے گنہگار نہ بنائیے - اگر آپ حق بات دریافت
کرنا چاہتے ہیں تو سن لیجئے کہ میرے ابا جان کی تباہی
کا باعث میری سوتیلی ماں ہے - جو اس رسوائی
کی خواہاں ہے - ایک وہ ہیں جو اسی کے نقش
قدم پر چلتے ہیں - ورنہ ابھی سنبھلتے ہیں -

منصور - علاوہ ازیں اور تو کوئی تکلیف
نہیں ؟

محمود - بے شک ہے - چونکہ مجھے شراب نوشی
اور صحبتِ بد سے اجتناب ہے - میرے والد کا
ہر گھڑی مجھ پر عتاب ہے - در اصل میرے لئے
ایسے گھر میں رہنا عذاب ہے - ماں کی طرف سے
حسد کی آگ اس قدر شعلہ اُگل رہی ہے کہ میرے ہر
قول وفعل میں نقص نکالا جا رہا ہے - مجھے
بے گناہ قعرِ ذلت میں ڈالا جا رہا ہے خصوصاً
جب سے بھائی نسیم پیدا ہوا ہے - میری صورت
سے متنفر ہے - یہ چاہتی ہے کہ جناب کا تمام ورثہ
نسیم کو دیا جائے اور مجھ کو قطعاً محروم الارث
کیا جائے -

منصور - ہاں یہ معاملہ ہے ؎
یا خدا تو اسے دنیا میں نہ برپا کرتا -
مجھ کو اس عالم پیری میں نہ رسوا کرتا -
میں اگر جانتا یوں مجھ کو کریگا بدنام
میں نہ اولاد کی دنیا میں تمنا کرتا -
خیر تم جاؤ اور اپنے باپ کو آخری مرتبہ سمجھاؤ
میں بھی آتا ہوں -

(محمود کورنش بجا لا کر گیا)

. . . .

منصور - (خود سے)
محمود! محمود! میری رگوں کے پاک خون محمود
تو ہے میرا فرزند تو ہے - تو دنیا میں پھولے پھلے
اپنے دادا کا نام روشن کرے - یہ خیال مت
کرنا کہ تو تنہا ہے - نہیں نہیں یہ ضعیف تیرا ہے
امداد ربانی تیری مددگار ہے - تجھے کسی سے
کیا سروکار ہے ؎
جب تک کہ جلوۂ مہ و مہر آسمان میں ہے
جب تک نمود گردشِ دورِ زماں میں ہے
جب تک فروغِ ہستی کون ومکان میں ہے
جب تک کہ روح میرے تنِ ناتواں میں ہے



محمود ہاتھ میں ہے مرے آبرو تری
پوری کبھی کریگا خدا آرزو تری۔
(باقی آئندہ)

کلیسیا

ہماری خوش کے مشنری صاحبان میں سے کئی مشنری صاحبان خداوند یسوع مسیح کے جلال اور اُس کی کلیسیا کے کمال کے لئے میدان تحریر میں اُترے اور انہوں نے ہندوستانی کلیسیا کو اپنی محنتوں کے پھل دیئے۔ ان میں سے بعض اس وقت موجود ہیں جنکا نام اس وقت فخر کے ساتھ لیا جا سکتا ہے۔ جن میں سے ایک پادری ایچ سی۔ ویلٹی صاحب ایم۔ اے ڈی۔ ڈی ہیں۔ جو سہارنپور علم الہٰی کے مدرسہ کے پرنسپل ہیں۔ آپ یوں تو مجسم محنت وشفقت ولیاقت ہیں۔ آپ کے دم خم کا ہونا کچھ کام رکھتا ہے۔ سیمنری میں جو طلبا آپ سے تعلیم وتربیت پا چکے ہیں وہ اپنی لیاقت وصداقت میں اپنی آپ ہی نظیر ہیں مگر آپ میدان تحریر میں بھی اعلیٰ واتقل پایہ رکھتے ہیں۔

مدرسہ علم الہٰی کی ضروریات کی مدافعت کرتے ہوئے آپ نے یوں تو کئی کتابیں تصنیف کی ہونگی۔ مگر جو کچھ نئے عہد کے مقدمہ کی صورت میں لکھا ہے۔ اُس پر آپ کئی نیت کے لئے قلم توڑ چکے ہیں۔ وہ ہر ایک مسیحی کے پڑھنے اور ورد زبان کرنے کا ہے۔ آپ کی تمام تحریرات میں سے صرف کلیسیا نامی کتاب اُردو لباس میں نکلی ہے۔ جس کی بابت ہم کچھ کہنے کو ہیں کتاب ترجمہ نظر ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۲۰ء میں شائع فرمائی ہے۔ اس کے کل ۲۲ باب ہیں اور ضخامت ۲۱۳ صفحہ کی ہے لکھائی چھپائی کی صفائی کے علاوہ کاغذ بھی عمدہ لگایا گیا ہے اور اسے مجلد کیا گیا ہے۔ مضامین کی ترتیب نہایت مکمل اور بیان نہایت سادہ اور فصیح ہے۔ بلحاظ مضمون کے یہ کتاب نہایت جامع اور مانع ہے کلیسیا اور اس کے عقائد اور شرکا کی بابت تمام مسائل اس کتاب میں ایسی خوبی سے جمع کئے ہیں کہ کچھ کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ اس کے ساتھ ہی یہ کتاب کلیسیا کی مختصر تاریخ کے معنے بھی رکھتی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کتاب تصنیف کر کے ڈاکٹر ویلٹی نے مسیحی جماعت پر کمال احسان کیا ہے ہر ایک گھر میں اور ہر ایک مسیحی کے پاس یہ کتاب ہونی چاہئے اسے پڑھنا چاہیے۔ کلیسیا کی حقیقت کو سمجھنا اور سمجھانا چاہیے۔ یہ کتاب لودیانہ بک ڈپو سے مل سکتی ہے قیمت برائے نام ایک روپیہ دس آنہ ہے۔

بیکار مسیحی نوجوانوں کیلئے موقعہ

نہایت خوشی کی بات ہے کہ مسٹر ایس۔ پی سنگھا صاحب سکرٹری وائی ایم۔ سی۔ اے وارث روڈ لاہور نے یہ خدمت بھی اپنے ذمہ لی ہے کہ ہندوستان میں جس قدر بیکار مسیحی نوجوان ہیں اور وہ کوئی نہ کوئی ہنر اور کام جانتے ہیں خواہ وہ کسی لیاقت ودرجہ کے ہوں اگر وہ اپنی اپنی درخواستیں پتہ نشان سمیت اُن کے پاس بھیجتے رہیں تو وہ اُن کو تمام ہند میں ملازمتیں دلانے کی برابر کوشش کرتے رہینگے پس ہر درجہ اور لیاقت اور ہنر کے بیکار مسیحی نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی اپنی درخواستیں ان کے پاس روانہ کرتے رہیں۔ یہ ایک قیمتی موقعہ ہے۔ بیکاروں کو ضرور اس سے فایدہ اُٹھانا چاہیے۔

جاپانی دلہن کی بارہ نصیحتیں

جب کسی جاپانی خاتون کا بیاہ ہوتا ہے تو اُس کی والدہ ذیل کی ۱۲ نصیحتیں اُسکو کرتی ہے جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں:

۱۔ تم اپنی بیاہ کی گھڑی سے میری لڑکی نہیں رہی۔ اس لئے تمہیں اپنے سسرال والوں کے احکام کی اسی طرح تعمیل کرنی چاہیے جیسا کہ والدین کی کرتی تھیں۔

(۲) بیاہ ہو جانے پر تمہارا خاوند تمہارا آقا ہوگا۔ ہمیشہ ادب واخلاق سے رہو۔ اپنے خاوند کی اطاعت عورت کے لئے اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔

۳۔ اپنی ساس کو ہمیشہ خوش رکھو۔

۴۔ حد مت کرو۔ کیونکہ اس سے تمہارے خاوند کی شفقت منقطع ہو جائیگی۔

۵۔ اگر تمہارا خاوند غلطی پر ہو تب بھی بُرا نہ مانو اور جب وہ سکوت میں ہو اُس وقت نہایت نرمی سے سمجھاؤ۔

۶۔ سویرے اُٹھو اور دیر سے بستر پر جاؤ جب تک تم پچاس برس کی نہ ہو جاؤ پبلک اور جلسوں اور بڑے بڑے مجمعوں میں نہ جاؤ۔

۸۔ گھر کا انتظام نہایت خوبی اور کفایت شعاری سے کرو۔

۹۔ کسی نجومی سے مشورہ مت کرو

۱۰ - اگرچہ تم جوان بیاہی جاتی ہو - لیکن چھوٹی عمر کی سوسائٹی میں بہت میل جول نہ رکھو - متانت اور سنجیدگی اختیار کرو -

۱۱ - فوق البھڑک ہرگز نہ پہنو - صاف اور حیادار لباس پہنو

۱۲ - اپنے باپ کی دولت یا مرتبہ پر غرور نہ کرو اگر وہ دولتمند ہی ہو تو اپنے خاوند کی اقربا سے اس کا ذکر مت کرو -

---

خبریں

قسطنطنیہ کی حالت

لندن ۲۶ ستمبر - ڈیلی نیوز کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے راوی ہے کہ وزیر اعظم اور وزیر خارجہ و وزیر معاملات داخلیہ مستعفی ہو گئے ہیں - جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں قوم پرستوں کی گورنمنٹ قائم ہوگی - اور سلطان کو معزول کر کے ولیعہد کو تخت نشین کیا جائیگا جبکو قوم پرست ترکوں کے درمیان نہایت ہر دلعزیزی حاصل ہے اتحادیوں کے مشترکہ مراسلہ کا کمالی جو جواب دیں گے اس کی بابت کوئی قطعی رائے قائم نہیں کی جاسکتی

قسطنطنیہ سے اعلیٰ افسروں کی بیویوں کی روانگی

قسطنطنیہ ۲۶ ستمبر - لیڈی ہرنگٹن اور ۱۲ دیگر اعلےٰ یوروپین افسروں کی بیویاں قسطنطنیہ سے روانہ ہو گئی ہیں -

باقیماندہ افسروں کی بیویاں وار آفس کے حکم کے مطابق آج روانہ ہوں گی - اور دس ہزار یونانی پروانجات راہداری حاصل کرنے کے لئے دیوانہ وار درخواستیں دے رہے ہیں -

ترکی فوج غیر جانبدار علاقے میں

قسطنطنیہ ۲۳ ستمبر - کمالی فوج کا جو دستہ غیر جانبدار علاقہ میں داخل ہوا ہے اس کے کمانڈر اور جنرل شٹلورتھ کے مابین جو گفتگو ہوئی وہ دوستانہ تھی - ترک کمانڈر نے یہ کہہ کر کمالی سلطنت برطانیہ سے جنگ کرنا نہیں چاہتے فوراً اپنا دستہ اس علاقہ سے ہٹا لیا -

لنڈن ۲۵ ستمبر - ترک رسالے چناق کے علاقہ میں پھر داخل ہو گئے ہیں - اور جنرل ہیرنگٹن نے ان کو زور کے ساتھ پیچھے ہٹنے کی درخواست کی ہے -

قسطنطنیہ ۲۵ ستمبر - ترک رسالے سو کلہ ار ترپولیے چناق کے غیر جانبدار علاقہ میں پھر داخل ہو گئے - جنرل ہیرنگٹن نے انگورہ گورنمنٹ کے نمائندے مقیم قسطنطنیہ کو ہدایت کی ہے کہ کمال پاشا سے درخواست کرے کہ اپنی فوج کو وہاں سے ہٹا لے - ترک کمانڈر تک یہ پیغام پہنچانے کے لئے کافی مہلت دی جائیگی - اس کے بعد ساری ذمہ داری کمالیوں پر عائد ہوگی جنرل ہیرنگٹن کے پاس ہوائی جہاز بھی ہیں - جو جنگ کے کام میں لائے جاسکتے ہیں - اگرچہ سردست خیال کیا جاتا ہے کہ ترک ضد سے باز آجائینگے - فرانسیسی ہائی کمشنر بھی کمال پاشا کو صلح کے متعلق مشورہ دے رہا ہے ۲ ہزار برٹش سوار اور ایک برطانوی موبائل دستہ سے فرنیکوئی کے نصف روستہ میں صف بستہ ہو گئی ہے -

فرنیکوئی پر ترکوں کا قبضہ

قسطنطنیہ ۲۶ ستمبر - انگورہ گورنمنٹ کے نمائندہ مقیم قسطنطنیہ بیان کرتا ہے کہ چونکہ اتحادیوں کا مراسلہ پہنچنے سے پہلے فرنیکوئی پر قبضہ ہو چکا تھا اس لئے ترک کمانڈر چاہتا ہے - کہ اس کو ۴۸ گھنٹے سے زیادہ عرصہ کی مہلت دی جائے - تاکہ وہ اپنے اعلےٰ افسروں سے مشورہ کر سکے -

انگلینڈ سے مزید فوج کی روانگی

لندن ۲ ستمبر - باوجودیکہ مشرق قریب کے حالات بہتر ہو گئے ہیں تاہم برطانوی کمک برابر جارہی ہے - ففرڈ کولڈ سٹریم کا رڈونز اور سیکرز رائل فیوز ملیرز دسیکنڈ رائفل بریگیڈ دسیکنڈ گرنیڈیئرز ان سب رجمنٹوں کا ایک بریگیڈ بنایا جائیگا - علاوہ ازیں جہاز کیفالنس کیل ایک ہزار مجروح سپاہیوں کو لے کر جائیگا -

جنوبی افریقہ کا جواب

پرٹیوریہ ۲۳ ستمبر - برطانیہ نے جو فوجی امداد طلب کی تھی اس کے جواب میں جنوبی افریقہ کی گورنمنٹ نے لکھا ہے کہ حالت بدل گئی ہے - اور اب جنوبی افریقہ کی طرف سے فوجی دست اندازی کی ضرورت نہیں رہی - جنوبی افریقہ اس امر کا حامی ہے کہ آبنائوں کی آزادی قوموں کی لیگ کے زیر اہتمام قائم رہے -

سلطان کی تخت سے دست برداری

لندن ۲۵ ستمبر - سلطان ٹرکی تخت سے دست بردار ہو گئے - اور ولیعہد تخت نشین ہونگے -

قسطنطنیہ ۲۸ ستمبر - جس جس علاقہ کو کمالیوں نے ازسرنو فتح کیا ہے وہاں سے شراب کے جس قدر ذخیرے تھے سب ضبط کر لئے -

تین بچوں کی نعمت عظمیٰ عطا کی جا کر سمجھاتے کہ وہ اپنی اس غریب لاچار بیوی کو چھوڑ کے بے قاعدہ طور پر زندگی بسر نہ کرے بلکہ اس کی بیماری میں جو غالبًا اس "بے قاعدہ زندگی بسر کرنے" والے کی خواہشات کا نتیجہ ہوگی اس کی خدمت کرے اس کا علاج معالجہ کرائے اور پرائی عورتوں کی طرف نظر نہ کرے۔

ہمارے خیال میں ہندومت کی تب بہتر خدمت ہو سکتی تھی اگر بیچاری بیوی بچ نکلتی اور گھر کی بربادی نہ ہوتی اور اس "زبردست مصلح" کی اصلاح بھی ہو جاتی اور اس خرافات کے تحریر کرنے کی نوبت بھی نہ آتی۔

لیکن ہم پر لازم ہے کہ اس گمراہ شدہ اور گمراہ کنندہ نام نہاد ہندو مشنری کے مندرجہ بالا سوالات کا جواب دیکر اس کو اور اس کے روحانی پیروں کو جن کی ہمارے ملک میں کمی نہیں راہ راست دکھاویں۔

اس شخص کے سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا شادی کا تصور روحانی مدارج سے کس قدر گرا ہوا ہے۔ اس کے خیال میں عورت سے محض نفسانی خواہشات اور حیوانی ضروریات کے لئے ہی بیاہ کیا جاتا ہے۔

اس شخص کو اتنا معلوم نہیں کہ بیاہ نفسانی خواہشات پر غلبہ پانے کا ایک زبردست وسیلہ ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے پر قابو پانا سیکھتا ہے اور شادی درحقیقت دو روحوں کی یکتائی ہے۔ جس سے دونوں ایک دوسرے کے غم اور خوشی میں شریک ہو کر خودی سے نجات پاتے ہیں۔ لیکن یہ ہندو مشنری سوچتا ہے کہ خوشی میں تو دونوں کو شریک ہونا چاہئے۔ لیکن غم اور مصیبت اور بیماری کے وقت خاوند کو بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر دوسری شادی کر لینی چاہئے۔ یہ پوچھتا ہے کہ "جب بیوی عرصہ دراز تک بیمار رہے تو کیا بیوی کو دوسری شادی کرنی جائز ہے اور اگر بیوی "زبردست مصلح" ہو اور خاوند جاہل ناخواندہ اور بیکار نکما ہو تو کیا بیوی کو اس خاوند کے جیتے جی بچوں کو اس کے حوالے کر اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے مسٹنڈے سے بیاہ کرنا جائز ہے۔ کیونکہ بے قاعدہ زندگی بسر کرنے کی نسبت باقاعدہ بیاہ بہتر ہے"۔ یہ نام نہاد ہندو جو دراصل بدنام کنندہ ہندومت ہے ہم سے پوچھتا ہے کہ جب بیوی عرصۂ دراز تک بیمار رہے تو کیا خاوند کو دوسری شادی نہیں کرنی چاہئے۔ ہمارا جواب ہے ہرگز نہیں۔

اس خاوند کو لازم ہے کہ اپنی بیمار عورت کی ایسی ہی خدمت کرے جیسی وہ اپنی بیماری میں چاہتا ہے کہ عورت اس کی خدمت کرے ہر طرح سے اس کی دلجوئی کرے نہ کہ دوسرا بیاہ کرکے دلشکنی کرے۔ اس خاوند کو واجب تھا کہ پرائی عورتوں پر بری نگاہ نہ کرتا اور "بے قاعدہ زندگی بسر" نہ کرتا۔ اپنی بیوی کی بیماری کو اپنی بیماری اور اس کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد تصور کرتا اور اپنی طاقت سے اس کی کمزوری کو کامل کرتا۔ لیکن اس کی بجائے یہ شخص اس بیچاری پر اس کی غیر حاضری میں ایک سوت لا بٹھاتا ہے اور اپنا روسیاہ اور اپنے خاندان کو تباہ اور بال بچوں کو بے خانماں کر دیتا ہے اور ان سب کا ذریعہ دراصل ہندو مشنری سوسائٹی ہے جو عیسائیوں کو بند کرنے کے لئے ایسے خطرناک طریقے استعمال کرتی ہے۔ گویا دوسروں کا شگون بگاڑنے کے لئے اپنا ناک کٹانے سے دریغ نہیں کرتی اور پھر علانیہ اس کی حمایت بھی کرتی ہے۔ کیونکہ اس کو "ہندومت کی خدمت کرنی منظور تھی"۔

ہمیں یقین ہے کہ تمام صحیح العقل ہندو اصحاب اس شخص پر نفرت کا اظہار کرینگے جس نے اپنی بیوی اور بال بچوں کو گھر سے بے گھر کر دیا۔ کیونکہ وہ "عرصۂ دراز سے بیمار تھی اور جاہل اور ناخواندہ تھی"۔

برکت اللہ از شملہ

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے سرگرم کوشش کرنی چاہئے۔

مردِ خدا

اُسے (یعنی بھائی کی جورو کو) رکھنا تجھے روا نہیں

یوحنا بپتسمہ دینے والا الیاس کی طبیعت رکھتا تھا۔ الیاس تو اخی اب بادشاہ سے حق بات کہتے ہوئے نہ ڈرا اور یہ ہیرودیس کے مقابلہ میں مذکورہ حکم سنانے میں دلیر ہے۔ چنانچہ ہیرودیاس اس خدا کے نبی کا سر تن سے جدا کرا دیتی ہے۔ ایسی دلیری کوئی نہیں کر سکتا کہ حق پر اپنی جان تصدق کرے جب تک خدا کا روح اس میں نہ ہو۔ ناتن نبی نے بھی داؤد بادشاہ کا گناہ جتا کر خود بادشاہ کو واجب القتل ثابت کر دیا تھا چونکہ گنہگار طبیعت گناہ کی طرف میلان رکھتی ہے اور آسمانی طبیعت اس پر غلبہ چاہتی ہے۔ اس لئے مقدس پطرس فرماتا ہے کہ دنیا کی گندگی آلودگی سے پاک ہو کر طبیعت الٰہی میں شریک ہو جاؤ۔ جیسے ملاکی نبی نے بھی فرمایا تھا کہ اپنی طبیعت سے خبردار رہو۔ کوئی اپنی جوانی کی جورو سے بے وفائی نہ کرے۔ لہذا جب تک کوئی یسوع مسیح میں نیا مخلوق ہو کر روح پاک سے نہ بھر جائے وہ یوحنا اور الیاس کی طرح مرد خدا ہو نہیں سکتا۔ کئی ایک بیرونی میلان ایسے ہوتے ہیں کہ وہ انسان کی گنہگار طبیعت کو زیادہ گناہ کی طرف اُکساتے اور زیادہ تر خرابی کا باعث ہو جاتے ہیں۔ جیسے زن کی دوستی وغیرہ۔ سمسون میں خدا کا روح بڑی قوت اور طاقت کے ساتھ اپنا کام کرتا تھا۔ ساتھ ہی اُس کی اپنی گنہگار طبیعت اُسے غفلت کی نیند سلا دیتی تھی وہ اپنے دشمنوں سے چوکسی نہ کرتا تھا۔ سلیمان سچ کہتا ہے کہ جو بار بار سخت گردنی کرتا ہے وہ ناگہاں ہلاک ہوگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک عورت نے اُس کی چوٹی کاٹ لی اور خداوند اُس پاس سے چلا گیا۔ افسوس اب کیا ہوتا تھا۔ وہی کہ اُس کی آنکھیں نکال ڈالی گئیں۔

اور بڑا اچھل پیتا تھا ۔ خدا کسی کی خود مختاری کو نہیں چھوتا ۔ بلکہ وہ نیکی کی ترغیب دیتا اور نیکی پر آمادگی ظاہر کرنے والے کو روح پاک سے ہدایت کرتا اور مدد بھی دیتا ہے ۔ شیطان بھی زبردستی گناہ نہیں کراتا خدا کا شکر ہو کہ برگزیدے کبھی ہلاک نہ ہونگے ۔ چنانچہ ہم سیکھتے ہیں کہ سمسون نے مرتے وقت دعا مانگی اور وہی طاقت اُس میں پھر آئی ۔ اگرچہ ہمیں تسلی ہو کہ ہم بھی برگزیدوں کے شمار میں ہیں تاہم ڈرتے اور تھرتھراتے نجات کے کام کئے جائیں ۔ مبادا کوئی ہماری چوٹی کاٹ ڈالے ۔ ایسی کوشش ہو کہ برگزیدگی کو ثابت کریں خدا کی ہدایت اور مدد ہر وقت مانگتے رہیں ۔ امید ہے کہ سلیمان نے بھی جب اجنبی عورتوں کا تجربہ کر کے سمجھ لیا تھا کہ سب کچھ بطلان اور ہوا کی چران ہے تو آخری وقت توبہ کی ہوگی اور ضرور اُس کے عہد کے مطابق جو اس کے باپ داؤد سے کیا گیا تھا کہ تیرے فرزند شریعت کو عدول کرنے کی سزا تو پاوینگے ۔ مگر خدا کی رحمت اُن سے جدا نہ ہوگی مسیح میں مغفور اور مرحوم ہوا اور نجات پائی ۔

راقم ۔ میر عالم چک ۴۶۲ ۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے ۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس ۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں ۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں ۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے ۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں ۔ المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ۔ ضلع گورداسپور

اشتہار

ناظرین نورافشان سے منت کے ساتھ عرض کی جاتی ہے کہ میرا شوہر بنام لبھو ولد روڑا عیسائی سکنہ جومیاں ضلع و تحصیل گورداسپور عرصہ آٹھ سال کا ہوگیا گذشتہ جنگ میں سرکاری ملازمت اُٹھا کر میدان جنگ میں چلا گیا تھا جس کا پتہ نہ مجھ کو اور نہ اُس کے رشتہ داروں کو اب تک لگا ۔ اور نہ ہی اُس نے کبھی کوئی خط وغیرہ بھیجا ہے سو عرض ہے اگر کسی صاحب کو اُس کا پتہ لگے تو بذریعہ اخبار نورافشاں یا خط کے پتہ دویں بڑی غریب پروری ہوگی ۔ آپ کی دعاگو ۔

الیسو زوجہ لبھو سکنہ چک نمبر ۱۳۵/۱۲ ضلع ملتان ۔ تحصیل خانیوال ۔ ڈاکخانہ اسٹیشن تلمبہ ۔ معرفت پادری اے ڈی خدا بخش صاحب +

دستور العمل نورافشاں

سالانہ قیمت ۔ ہندوستان کے حدود کے اندر　　　　عہ
غیر ممالک سے　　　　للعہ
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی ۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا ۱/۸ حصہ	ہمعہ	عـــہ	عـــہ
چوتھائی کالم	عـــہ	عـــہ	للعہ
نصف کالم	عـــہ	للعہ	ہمعہ
پورا کالم	للعہ	ہمعہ	ما
پورا صفحہ	ما	ماصہ	سا

سہ ماہ سے کم عرصے کے لئے ہر ایک اندراج فی سطر ۲؍ لیکن کسی اشتہار کے لئے عا سے کم نہ لیا جائیگا ۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودھیانہ

۱۸۷۵ء سے قائم ہے

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے ۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانیکی غرض سے پہلی اپریل ۱۹۱۲ء سے ورنیکلر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیرنگرانی کر دی ہیں ۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے حصہ ہائی کے طالب علم برائے حصول تعلیم مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں ۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری میں فی طالبعلم چھ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے ۔

کلاس فیس بسرکاری کا تم ہے ۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالبعلم اور کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے ۔ علاوہ ازیں جز کشا عـــہ سے ماسٹر کرد کرنل عـــہ سے عـــہ تک ۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں ۔

مژدہ

مینجر نورافشاں کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے ۔ کہ جو خریدار ایک نیا خریدار نورافشاں بنا کر اُس کا چندہ مینجر کے دفتر میں بھیج دیوے اور ان کے نام پر نورافشاں کم از کم ایک سال کے لئے جاری کرا دیوے تو ایسے خریدار کو ایک ماہ مفت اخبار دیا جائیگا ۔

مینجر نورافشاں

پادری ڈبلیو ۔ جے کلارک صاحب ایم اے مینجر نورافشان امپریس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا +